حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی

اور

مقدمہ ترجمۃ القرآن

(۲)

مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی رفیقِ اعلیٰ ندوۃ المصنفین دہلی

بالجملہ مواقع اختلاف لغتیں لبسیار است و مترجم دریں صورت مضطر است باقامۃ حرفے والضرورات تبیح المحظورات ۔ فصل لفظ است علامت ربطی است کہ درمیان حاشیتیں جملہ ہا اسمیہ وظرفیہ باشد زید قائم است زید کجا است او علامت اسناد فعل بفاعل تقدیم فاعل متصل آوردن فعل زید اسناد عند الضرورت اسناد زید میتواں گفت ومفعول بہ ناب مناب فاعل باشد یا بحرف مقرون

الحاصل، دو زبانوں کے مواقع اختلاف بہت ہیں اور اس لئے مترجم مضطر ہو جاتا ہے کہ (ادائِ مفہوم کے لئے) کسی حرف (لفظ) کو اپنی جانب سے پیش کرے چنانچہ مشہور مقولہ ہے "الضرورات تبیح المحظورات۔ ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں"۔

فصل۔ (چونکہ یہ ترجمہ بزبانِ فارسی ہے اس لئے چند باتیں فارسی تراکیب سے متعلق بھی گوش گذار رہنی چاہئیں) فارسی میں لفظ "است" ربط کی علامت ہے جو جملۂ اسمیہ و ظرفیہ کے ہر دو اطراف کے درمیان رابطہ کو ظاہر کرتا ہے مثلاً "زید قائم است" "زید کجاست" درحقیقت یہ علامت ہر فاعل کی جانب انتسابِ فعل کی اس شرط کے ساتھ کہ فاعل کو مقدم کرتے ہوئے فعل کو اس کے متصل لاتے

می شود زدم زیدرا و زدہ شد زیدرا دبنوعی از تسامح می تواں گفت زید زدہ شد اگر قرینہ قائم باشد حذف را جائز است ومفعول مطلق اگر برائے عدد باشد بیک بار گردن ودوبار کردن می تواں تقریر کردن واگر برائے نوع باشد یک نوع کردن ویک طور کردن واگر غیر مصدر بجائے مصدر قائم کردہ باشند گویند ضربت سوطاً زدم یک چابک واگر غیر لفظ فعل باشد قرأت سرداً خواندم بطریق پے درپے خواندن واگر برائے مجرد تاکید باشد یا از قبیل سبحان اللہ وغلہ اللہ از قبیل لغتیں است بدون تکلف وارجاع بحرف دیگر میسر نہ شود واگر مفعول لہ بمعنی غرض باشد ملفظ برائے یا بلفظ تا وتصویر مصدر

اور علامت "است" کو آخر میں بیان کرتے ہیں، گویا "زید قائم ست" کی مثال میں ضرورت کے وقت "است" کو اسنادِ زید کہا جا سکتا ہے۔

اور "مفعول" قائم مقام فاعل کے ساتھ ہوتا یا کسی حرف (علامت) کے ساتھ مقرون ہوتا؟ مثلاً "زدم زیدرا" یا "زدہ شد زیدرا" اور تسامح کے طور پر اس دوسرے جملہ کو یوں بھی ادا کر دیتے ہیں۔ "زید زدہ شد" اور اگر قرینہ موجود ہو تو (مفعول کا) حذف بھی درست ہے۔

اور مفعول مطلق اگر عدد کے لئے ہو تو یہ ظاہر کرنا چاہیے کہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ کیا مقصود ہے اور اگر اظہارِ نوع کے لئے ہو تو "نوع" اور "طور" کو بیان کرنا چاہیے اور اگر غیر مصدر کو مصدر کی جگہ رکھیں مثلاً "ضربت سوطا" تو اس طرح ترجمہ کریں گے "زدم یک چابک"

اور اگر مفعول، فعل کے لفظ سے جدا لفظ میں ادا کیا جائے، مثلاً "قرأت سرداً" تو یوں کہیں گے "خواندم بطریق پے درپے خواندن۔ میں نے مسلسل پڑھنے کے طریق پر پڑھا۔

اور اگر صرف تاکید ہی کی غرض سے مفعول کو لایا جائے یا مفعول کا ذکر اس طرح ہو جیسا کہ (عربی زبان کے استعمالات میں) "سبحان اللہ" میں ہے تو یہ ہر دو لغات (عربی وفارسی) کے اختلاف کے قبیل سے ہے اور بغیر تکلف اور دوسرے حرف کے لوٹائے بغیر صحیح ترجمہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

واگر مفعول لہ "غرض" کے معنی میں استعمال ہوا ہے تو لفظ "برائے" یا لفظ "تا" لاتے ہیں اور جملہ

بصورت جملہ ضربتہ تادیباً زدمش برائے دادن ادب یا تا ادب وہم واگر بمعنی حاصل باشد بلفظ بعلت وبحکم وبمقتضائے وامثال آں قعد جبناً نشست بعلت نامردی واگر بمعنی احتراز باشد بلفظ احتراز و برائے احتیاط وامثال آں ضربتہ ان یقول الناس ماضربتہ زدمش برائے اجتناب ازانکہ گویند نہ زدمش ومفعول فیہ بلفظ در در مکان باشد یا زمان ومفعول معہ بلفظ با استوی الماء والخشبۃ برابر شد آب با چوب وحال اگر کلمہ مفرد باشد یا اشتقاق لفظے کہ موضوع برائے حال باشد، جئت راکبا سوار آمدم واگر جملہ ملتمہ از فعل ذی الحال باشد بایثار لفظ کردہ وکناں ومثل آں جاء زید یتبختر فی مشیہ زید آمد تبختر کناں در رفتارِ خود واگر جملہ ملتمہ از فعل غیر ذی الحال باشد ناچار لفظِ حال آنکہ زیادہ کردہ شود ہرچند

"ضربتہ تادیباً" میں ترجمۂ فارسی کے اندر مصدر کی تصویر اس طرح کھینچی جاتی ہے "زدمش برائے دادنِ ادب" یا "زدمش تا ادب وہم"

اور اگر مفعول لہٗ "حاصل" اور "ثمرہ" کے معنی میں مستعمل ہوا ہے تو اس کے لئے فارسی ترجمہ میں لفظ "بعلت" "بحکم" "بمقتضا" جیسے الفاظ لانے ہوں گے مثلاً "قعد جبناً" کا ترجمہ یہ ہوگا۔ "نشست بعلتِ نامردی" (یا بہ سبب نامردی)

اور اگر "احتراز" کے معنی میں استعمال کیا جا رہا ہے تو اس صورت میں لفظ "احتراز" یا "برائے احتیاط" یا اسی قسم کے الفاظ لائے جائیں گے مثلاً "ضربتہ ان یقول الناس ماضربتہ" کا ترجمہ یوں کرینگے "زدمش برائے اجتناب از آنکہ گویند نہ زدمش"

اور مفعول فیہ کا فارسی ترجمہ ظرف مکان وظرف زمان دونوں حالتوں میں لفظ "درو" کے ساتھ کریں گے۔ اور مفعول معہ کو لفظ "با" کے ساتھ ظاہر کریں گے۔ مثلاً "استوی الماء والخشبۃ" کا ترجمہ "برابر شد آب با چوب" ہوگا۔

اور حال اگر مفرد کلمہ ہو تو فارسی ترجمہ میں ایک ایسے لفظ کا اشتقاق کرنا ہوگا جو حال کے معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو، مثلاً "جئت راکبا" کا ترجمہ "سوار آمدم" ہوگا۔

صل لغتِ فارسیہ نیست حال درزبانِ عربی بمعنی شی نیامد گاہی موکد باشد " جاءنی ابوک عطوفاً وگاہے
منی نہیا فادخلوہا خالدین وگاہے بمعنی قصد آید جئت اشکر اللہ ودر فارسی ایں معانی مستعمل نیست تمیز
از عددی یا وزنی یا پیمانہ یا مساحت باشد بصیغۂ تمیز یا باضافہ یا لفظ از بیان کردہ شد بست مرد
رطل گندم یک صاع از جو واگر از اسم اشارہ بلفظ صفت ماذا اراد اللہ بہذا مثلاً چہ چیز ارادہ کردہ است

اور اگر حال جملہ ہے اور ذوالحال کے فعل وعمل پر مشتمل ہو تب لفظ " کردہ " " کنان " جیسے
الفاظ کو اختیار کرنا ہوگا۔ مثلاً " جاء زید متبخترا فی مشیہ " کا ترجمہ فارسی " زید آمد تبختر کنان در رفتار خود " ہوگا
اور اگر جملہ ذوالحال کے فعل کے علاوہ فعل پر مشتمل ہو تو لفظ " حالانکہ " کے اضافہ بغیر چارہ کار
نہیں ہے۔ اگرچہ فارسی کے " اصل لغت " میں اس کا وجود نظر نہیں آتا، یہ بھی واضح رہے کہ " حال "
عربی زبان میں " شئے " کے معنی میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔

حال کبھی تاکید کے معنی میں آتا ہے مثلاً " جاءنی ابوک عطوفاً " میرے پاس میرے باپ
آمد بمہردانہ آمدہ است " اور کبھی " نہی " اور " تیاری " کے معنی میں جیسا کہ " فادخلوہا خالدین " پس داخل
ہو جاؤ اس میں ہمیشہ رہنے کی تیاری کرتے رہو۔" اور کبھی بمعنی قصد آتا ہے مثلاً " جئت اشکر اللہ "
میں آیا کہ اللہ کی شکر گذاری کروں۔"

اور فارسی زبان میں یہ معانی مستعمل نہیں ہیں۔

اور تمیز، اگر عدد، وزن، پیمانہ، یا مساحت سے ہو تو فارسی ترجمہ میں یا تمیز کا صیغہ استعمال
کریں گے یا اس کو اضافت کے ذریعہ ظاہر کریں گے اور یا لفظ " از " سے اس کا اظہار ہوگا۔ مثلاً
" بست مرد "، " یک رطلِ گندم "، " یک صاع از جو "۔

اور اگر اسم اشارہ سے " تمیز " مقصود ہے تو " صفت کا لفظ " ترجمۂ فارسی میں اس کو ادا
کرے گا مثلاً " ماذا اراد اللہ بہذا مثلاً " کا ترجمہ یہ ہوگا " چہ چیز ارادہ کردہ است خدا ازیں مثال "
یعنی ایسی مثال بیان کرنے سے خدا نے کیا ارادہ کیا ہے۔

خدا ازیں مثال واگر از نسبت باشد بتحویل فاعل یا مفعول کردہ شد یا از روئے واز جہت و باعتبار فزود
آمد زید حسن داراً زید نیک است از روی خانہ و باعتبار خانہ وگاہی در فارسی مضمون غیر را بنوعی از
تصرف کہ دو کلمہ یک ساختن است ادا کردہ شود ضاق قلباً تنگ دل شد ہو قاسی قلباً وی سخت دل
است وگاہے در عربی مفعول بغیر توسط حرف جر باشد و در فارسی توسط حرف جر لازم شود فسیکفیکہم اللہ
کفایت خواہد کرد ترا خدا از شر ایشاں و مثل قالوا اتخذ اللہ ولدا و گفتند فرزند گرفت خدا و مثل اعطیت
زیداً درہماً درہم دادم زید را و مثل کان زید قائماً بود زید قائم و بود زید قائم است وجعلت زیدا
عبدی زید را بندۂ خود ساختم درایں صورت ہا تقدیم و تاخیر را برخود ہموار باید ساخت وگاہی جملہ را

اور اگر نسبت سے تمیز مطلوب ہے تو اس صورت میں اس کو فاعل یا مفعول میں منتقل کریں گے
اور یا لفظ "از روئے" "از جہت" "باعتبار" اضافہ کرکے معنی بیان کریں گے۔ مثلاً "زیدٌ حسنٌ داراً" کا
ترجمہ ہوگا "زید خوب است از روئی خانہ" یا "زید نیک است باعتبار خانہ"

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دوسری زبان کا مضمون فارسی زبان میں اس تصرف کے ساتھ ادا
کرتے ہیں کہ دو کلمات کو ایک کلمہ بنا لیتے ہیں مثلاً "ضاق قلباً" "تنگدل شد" یا "ہو قاسی قلباً۔ وے
سخت دل است" (یعنی ضاق اور قلباً کا ترجمہ تندل یا قاسیؔ اور قلباً کا ترجمہ سخت دل کر دیا گیا)

اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ عربی زبان میں تو مفعول بغیر حرفِ جر کے استعمال ہو جاتا ہے مگر فارسی
زبان میں حرفِ جر کا لانا ضروری ہوتا ہے مثلاً "فسیکفیکہم اللہ۔ کفایت خواہد کرد ترا خدا از شرِ ایشاں"

اور بعض جملے ایسے ہوتے ہیں جن کے ترجمہ میں زبان کے محاورات کے پیشِ نظر اپنی جانب
سے تقدیم و تاخیر کو درست کر لیا جائے مثلاً "قالوا اتخذ اللہ ولدا۔ و گفتند فرزند گرفت خدا" اور "اعطیت
زیداً درہماً۔ درہم دادم زید را" اور "کان زیدٌ قائماً۔ بود زید قائم یا بود زید قائم است" اور "جعلت زیداً
عبدی۔ زید را بندۂ خود ساختم" (یعنی عربی کے یکساں جملوں کے ترجمہ میں مختلف اسلوب کے ساتھ فعل
و فاعل کی تقدیم و تاخیر کو اختیار کیا گیا ہے۔

بتاویل مصدر ساختہ باشد بمصدر و مفرد تقریر تواں کرد مصدر مفرد را بجملہ مصدرہ بآں مصدر تفسیر نتواں نمود و
ہمچنیں موصول باصلہ اش بکلمہ مفردہ و بالعکس وقال الذی آمن گفت آں مسلماں والذین آمنوا مسلماناں الذین
اوتوا الکتاب اہل کتاب و ایں در آں صورت است کہ معنی واضح باشد مثل قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم
خاشعون ہر آئینہ رستگار شدند آں مسلماناں کہ ایشاں در نماز خویش خشوع کنند کآمنوا یعنی اگر موصول صفۃ اسمی
واقع شد با تقدیم لفظ آں برآں موصوف کردہ شد و علامت تخصیصی کہ از تقدیم معمول مستفاد می شود در فارسی نیز
است کم و ہم و ہو و ایاہ در بعض مواضع بخود تعبیر کردہ می شود و در فارسی بتواں گفت شما راست گویند یا ایشاں اند

اور کبھی وہ جملہ جس کو بہ تاویل مصدر بنا لیتے ہیں ترجمہ میں مصدر اور مفرد ہی بیان کیا جاتا ہے۔

اور مصدر مفرد کی تفسیر اس جملہ کے ساتھ جو اس مصدر کو شروع میں لئے ہوئے ہو نہیں کر سکتے اور اس طرح موصول باصلہ اگر جملہ ہو تو اس کی تفسیر کلمۂ مفردہ کے ساتھ اور اگر کلمۂ مفردہ کی صورت میں ہو تو اس کی تفسیر جملہ کی صورت میں نہیں کی جا سکتی مثلاً " وقال الذی آمن " کا ترجمہ " گفت آں مسلمان " ہوگا اور " الذین آمنو " کی تفسیر " ایمان والو ہوگی " اور " الذین اوتوا الکتاب " کا ترجمہ " اہل کتاب کریں گے اور یہ اس صورت میں ہے کہ معنی واضح اور صاف ہوں۔

اور مثل " قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون " ہر آئینہ رستگار شدند آں مسلماناں کہ ایشاں در نماز خویش خشوع کنند " میں " الذین ہم " ایسا ہے جیسا کہ " الذین آمنوا " یعنی اگر موصول صفت اسمی واقع ہوا ہو تو اس پر لفظِ آں کو مقدم کر کے اس کو موصوف بنا دیا جائے گا (جیسا کہ " آں مسلماناں " میں کہا گیا) اور معمول کو مقدم کر کے جب تخصیص کے معنی حاصل کئے جائیں تو فارسی زبان میں اس تخصیص کی علامت بھی لفظ " آں " مقرر ہے۔

عربی زبان کی ضمائر " کم " " ہم " " ہو " " ایاہ " کا ترجمہ بعض مواقع میں خود بخود تعبیر کر لیا جاتا ہے اور فارسی زبان میں ان کو اس طرح کہہ سکتے ہیں " شما راست گوئید " یا " ایشاں اند راست گوی " ان جیسے مواقع میں اس کی قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ یوں کہا جائے " ایشانند راست گویاں " (یعنی " ایشاں " کے بعد " راست گویاں " کو جمع لانا ضروری نہیں ہے)۔

است گوی احتیاج آں نیست کہ گویند ایشاں اند راست گویاں واگر مظہر موضع مضمر وضع کردہ باشند لفظ آں زاید کردہ شد نا مربوط باشد در فارسی علامت بفعل ملحق کنند ہر چند فاعل مظہر باشد قام ہولار ایستادند ایشاں داود وفا بسیار است کہ زائد باشد و بسیار کہ در فارسیہ معنی آں ربط بغیر ذکر عطف و تعقیب درست شود پس اگر رکاکت لفظ دریں صورت در ترجمہ لازم می آید ترک کردہ شد بالجملہ دقائق فن ترجمہ بسیار است و مقصود من اینجا بیان نموزجی است حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ بحمد اللہ والمنۃ کہ ایں رسالہ متبرکہ بتاریخ بست یکم جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ بخط عاصی پر معاصی محمد علی الحسینی القطبی باختتام رسید اللہم اغفر لکاتبہ۔

اور اگر ایسا موقع ہے کہ وہاں مضمر لانا چاہئے مگر اس جگہ مظہر لایا گیا تو فارسی زبان میں اس مقام پر لفظ "آں" اضافہ کرنا چاہئے تاکہ ربط باقی رہے اور جملہ غیر مربوط نہ ہونے پائے۔

فارسی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ خواہ فاعل مظہر (الفاظ میں ظاہر و موجود) ہو، فعل کے ساتھ علامت مفرد و جمع کو ضرور ملحق کرتے ہیں مثلاً "قام ہولار" کا ترجمہ "ایستادند ایشاں" کیا جائے گا۔

"واو" اور "فا" اکثر زائد ہوتے ہیں اور معنی نہیں رکھتے اور فارسی زبان میں یہ طریقہ اکثر و بیشتر رائج ہے کہ عطف اور تعقیب کے ذکر کے بغیر "واو" اور "فا" کو ربط کے معنی میں استعمال کر لیتے ہیں۔ پس اگر اس صورت میں ترجمہ کے اندر رکاکتِ لفظی پیدا ہو جائے تو "واو" اور "فا" کا ترجمہ ترک کر دینا چاہئے۔

الحاصل۔ فنِ ترجمہ کی باریکیاں بہت ہیں اور اس مقام پر ہمارا مقصود صرف نمونہ کے طور پر چند باتیں بیان کر دینا ہے۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اللہ کا شکر و احسان کہ یہ متبرک رسالہ بخط عاصی پر معاصی محمد علی الحسینی القطبی ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ اختتام کو پہنچا۔ اللہم اغفر لکاتبہ